باطن کے تین گناہ

بغض

کینہ

حسد

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

مکتبۃ الایمان

باطن کے تین تباہ کن گُناہ

بُغض — کینہ — حسد

حضرت مولانا مُفتی عبد الرؤف سکھروی مدظلہ

مکتبۃ الایمان

جملہ حقوق بحق مکتبۃ الایمان کراچی محفوظ ہیں

- طبع اول: محرم ۱۴۳۰ھ/جنوری ۲۰۰۹ء
- ضبط وتحریر: عدنان ضمیر مرزا
- تخریج ونظر ثانی: مولانا مفتی محمد قاسم امیر صاحب
- کمپوزنگ: عبدالشکور صدیق ہنگورو 0313-2540254
- ناشر: مکتبۃ الایمان کراچی
- فون: 0321-2466024

ملنے کے پتے

- ☆ مکتبۃ الاسلام، کورنگی کراچی۔ فون: 5016664-65
- ☆ ادارۃ المعارف کراچی–احاطہ دارالعلوم کراچی ۱۴۔
- ☆ دارالاشاعت، اردو بازار کراچی۔
- ☆ بیت الکتب گلشن اقبال کراچی۔
- ☆ حافظ ربڑی ہاؤس جیل روڈ حیدرآباد سندھ۔ فون: 0221-613759
- ☆ نعیم جنرل اسٹور، نشتر روڈ سکھر۔ فون: 071-25368
- ☆ دربارِ شیریں، بہادرآباد چورنگی کراچی۔ فون: 021-4939556
- ☆ مکتبۃ النعمان، جامعہ نعمانیہ بڈھ بیر پشاور۔ فون: 091-230799

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
باطن کے تین تباہ کن گناہ	۵
گناہوں سے توبہ کا اہتمام	۶
ظاہر و باطن کے گناہ	۶
تکبر کی علامتیں	۷
خود پسندی کی وجوہات	۷
ریاکاری کے اثرات	۹
دنیا کی محبت اور اس کی نشانیاں	۹
تین تباہ کن گناہ	۱۰
بغض کی تعریف	۱۱
ایک غلط فہمی کا ازالہ	۱۱
بدلہ لے لو یا معاف کردو	۱۴
کسی کی ذات قابلِ نفرت نہیں	۱۴
بغض اور کینہ	۱۶
حسد کی تعریف	۱۶
حسد سے بچنے کی نصیحت	۱۷

بغض اور حسد کا سب سے بڑا نقصان	۱۸
سب سے افضل کون؟	۲۰
دل کو صاف رکھنے کی فضیلت	۲۲
حسد سے بچنے کی تاکید	۲۳
حسد سے بچنے کا طریقہ	۲۳
حسد سے بچنے کا دوسرا طریقہ	۲۵
ایک سبق آموز واقعہ	۲۶
دو اہم سنتیں	۲۷
حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جستجو	۲۸
دو سنہری عمل	۲۹
حقیقتِ حال کی وضاحت	۳۱
جنت کی بشارت ملنے کی وجہ	۳۲
جائزہ لینے کی ضرورت	۳۲
جنتی بننے کا طریقہ	۳۳

باطن کے تین تباہ کن گناہ

الحمدللہ نحمدہٗ و نستعینہٗ و نستغفرہٗ ونؤمِنُ بہٖ ونتوکل علیہ ونعوذ بـاللہِ مِـن شـرورِ أنفسـنا ومِن سیئاتِ أعمالنا مَن یہدِہِ اللہ فلا مُضِلَّ لہٗ وَمَـنْ یُضـلِلـہُ فـلا ھَـادی لـہٗ واشھد أن لآ اِلٰہ اِلَّا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھـد أنّ سیدنـا و نبینا ومولانَا محمداً عبدہٗ ورسولہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واَصْحَابِہٖ وبارک وسَلَّمَ تسلیماً کثیراً۔

اما بعد!

فَاَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَہٗ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا کَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ ○ (الانعام:۱۲۰)

ترجمہ

''اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑو۔ بلاشبہ جولوگ گناہ کررہے ہیں اُن کواُن کے کئے کی عنقریب سزا ملے گی۔'' (بیان القرآن)

میرے قابلِ احترام بزرگو!

گناہوں سے توبہ کا اہتمام

اللہ جل شانہٗ نے ہمیں جن باتوں، کاموں اور عادتوں سے منع کیا ہے ان کو گناہ کہتے ہیں اور گناہوں سے بچنے کا حکم ہے، جان بوجھ کر گناہ کرنا جائز نہیں ہے، اگر غلطی سے کوئی گناہ ہوجائے تو سچی توبہ کرلیں بلکہ اگر جان بوجھ کر بھی کوئی گناہ کرلیا ہے اور اس کو کچھ احساس ہوا ہے کہ میں نے گناہ کا کام کیا تھا، مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تو اس کو سچے دل سے توبہ کرلینی چاہیے۔ توبہ جان بوجھ کر کیے ہوئے گناہوں سے بھی ہوتی ہے اور بھول کر اور غلطی سے کیے ہوئے گناہوں سے بھی ہوتی ہے، ہر قسم کے گناہوں سے توبہ ہوسکتی ہے۔

ظاہر وباطن کے گناہ

گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں، ظاہر کے گناہ اور باطن کے گناہ۔ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک ظاہر اور دوسرا باطن۔ ظاہر وہ ہے جو ہمیں نظر آتا ہے اور باطن وہ ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا اور اِسی کو دل کی دنیا کہتے ہیں اور جو نظر آتا ہے اس کو ظاہر کی دنیا کہتے ہیں۔ چوری کرنا، ڈاکہ ڈالنا، قتل کرنا، شراب پینا، سود لینا، سود کھانا، رشوت لینا، رشوت کھانا، غصب کرنا، ظلم کرنا،

گالی دینا، الزام تراشی کرنا یہ سب ظاہر کے گناہ ہیں اور یہ سب حرام اور ناجائز ہیں۔اسی طرح دل سے متعلق بھی بہت سے گناہ ہیں جیسے تکبر کرنا، ریاکاری کرنا، دنیا کی محبت کا دل میں غالب ہونا اور عُجب وخود پسندی وغیرہ کا ہونا۔یہ بھی حرام اور ناجائز ہیں۔

تکبر کی علامتیں

تکبر اصل میں دل کے اندر ہوتا ہے اور دل میں ہونے کی وجہ سے ظاہر میں بھی اس کے اثرات نظر آتے ہیں جیسے اکڑ کر چلنا، دوسروں کے بارے میں حقارت آمیز باتیں کرنا، اپنی بڑائی کی باتیں کرنا، ایسے انداز سے اٹھنا بیٹھنا کہ گویا میں بالکل سب سے الگ، ممتاز اور بڑا ہوں، لوگ میرے سامنے جھکیں اور میری بات مانیں، کوئی میری غلطی نہ نکالے اور وہ دوسرے کی غلطی نکالنا پسند کرے، یہ سب اس تکبر کے اثرات ہیں جو اس کے دل کے اندر ہوتا ہے تب ہی باہر بھی اس کے آثار نظر آرہے ہیں۔

خودپسندی کی وجوہات

اسی طرح انسان اپنے دل میں اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔دل میں یہ سوچتا ہے کہ میں بہت ہی اچھا ہوں، میں بڑا صاحب کمال ہوں، میں بڑا حسین وجمیل ہوں، میں بڑا تندرست وتوانا ہوں، میں بڑا مال دار ہوں، میرا

تعلق بڑے اعلیٰ خاندان سے ہے، غرض میں تو سب سے اچھا ہوں، وہ دوسروں کو بڑا سمجھے یا نہ سمجھے مگر اپنے آپ کو اپنے دل میں اچھا سمجھتا ہے۔ اسے عُجب اور خود پسندی کہتے ہیں۔

یہ بھی ایک ایسا گناہ ہے جو باطن کے اندر پایا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں آدمی کسی کو کچھ نہیں سمجھتا وہ ہر کسی میں عیب نکالے گا اور اس کو اپنے عیب نظر نہیں آئیں گے، اپنی اچھائیاں نظر آئیں گی کیونکہ یہ اپنے آپ کو پسند کر رہا ہے اور اچھا سمجھ رہا ہے۔ ظفر کا شعر ہے۔

؎ تھے جو اپنے عیوب سے بے خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنے عیوب پر جو نظر
تو جہاں میں کوئی بُرا نہ رہا

جب تک اس کو اپنے عیب نظر نہیں آ رہے تھے وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھ رہا تھا، جس دن اپنے عیب نظر آئیں گے تو معلوم ہوگا کہ اچھائیاں نہیں، درحقیقت برائیاں ہی برائیاں ہیں اور جو اس کے اندر اچھائیاں ہیں وہ بھی نام کی اچھائیاں ہیں حقیقۃً ان کو اچھائیاں نہیں کہا جاتا پھر دنیا والے اس کو اچھے لگیں گے اور ان کے مقابلہ میں اپنا آپا اس کو برا لگے گا۔

ریاکاری کے اثرات

ریاکاری کا جذبہ بھی اصل میں دل کے اندر ہوتا ہے۔ دل میں انسان یہ چاہتا ہے کہ میں عبادت نماز، روزہ اس لیے کروں، ذکر و تسبیحات اور اللہ اللہ اس لیے کروں تاکہ میں لوگوں کی نظروں میں عبادت گزار شمار کیا جاؤں! اور لوگ مجھے کہیں کہ یہ تو بڑا عابد اور زاہد آدمی ہے۔ یا وہ زکوۃ، صدقہ وخیرات اور دوسرے کے کاموں میں پیسہ اس لیے خرچ کرتا ہے تاکہ لوگ کہیں کہ یہ بڑا سخی آدمی ہے، یہ غریبوں کا باپ اور ماں ہے، کوئی اس کے در سے خالی نہیں جاتا، یہ تو یتیموں اور بیواؤں کا سرپرست ہے۔ بس ان کلمات اور شہرت کو سننے کے لیے وہ خوب اللہ کے راستے میں مال دیتا ہے تاکہ اس کو شہرت حاصل ہو، یہ آدمی جو شہرت کے لیے کام کر رہا ہے دراصل اس کے اندر ریاکاری کا جذبہ موجود ہے۔

دنیا کی محبت اور اس کی نشانیاں

اسی طرح دنیا کی محبت بھی دل کے اندر ہوتی ہے اور خدانخواستہ وہ محبت حد سے آگے بڑھ جائے تو پھر نہ آدمی حلال حرام کی پرواہ کرتا ہے اور نہ ادب و تہذیب کی پرواہ کرتا ہے۔ وہ سارے اخلاق کی حدود پھلانگ کر اپنی من مانی کرتا ہے، چوری کرنا چاہے چوری کرنے میں اسے کوئی خوف نہیں ہوتا،

رشوت لینا چاہے اسے کسی کا کوئی ڈر نہیں ہوتا، اگر سود کھانا چاہے تو کوئی پرواہ نہیں کرتا، اس کے اوپر مال کی محبت غالب ہوتی ہے، اس لیے اب نہ اس کو آخرت کا ڈر ہے، نہ جہنم کا خوف ہے، نہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی اندیشہ ہے۔ وہ ہر چیز سے آزاد ہو کر اپنی من چاہی میں لگا ہوا ہے۔

تین تباہ کُن گناہ

دنیا کی محبت، تکبر، ریا کاری اور خود پسندی، یہ سب دل کی دنیا کے حرام و ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہیں۔ باطن کے گناہوں میں سے تین گناہ اور بھی ہیں جن کی طرف میں اس وقت آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں، ان میں ایک کینہ، دوسرا بغض اور تیسرا حسد کا گناہ ہے۔ یہ گناہ بھی دل کے اندر ہوتے ہیں۔

آج کل گھر گھر بغض، کینہ اور حسد سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ دنیا کی زندگی کو بھی عذاب بنانے والے اور آخرت میں بھی انسان کو جہنم میں داخل کرنے والے گناہ ہیں۔ اس لیے ان گناہوں سے بچنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔ اس لیے میں نے ان کو بیان کرنے کا ارادہ کیا تاکہ ہم اپنے باطن کو ٹٹولیں اور اپنے دل کی دنیا میں جھانک کر دیکھیں کہ کون کون سے سانپ بچھو ہمارے اندر پل رہے ہیں اور اگر خدانخواستہ بغض، کینہ یا حسد سے دل بھرا ہوا ہے تو اس سے توبہ کریں اور اپنے سینے کو پاک کریں۔

بغض کی تعریف

بغض کے معنیٰ کسی سے نفرت کرنے اور اس کا برا چاہنے کے ہیں۔ کسی سے اپنے دل میں بغض رکھنا اور اس کا برا چاہنا دل کا گناہ ہے جو بغض کہلاتا ہے۔ چاہے کسی بھی دنیاوی وجہ سے دل میں کسی کے لیے نفرت ہو، چاہے اس وجہ سے بغض رکھتا ہے کہ اس سے جھگڑا ہو گیا، یا اس وجہ سے بغض رکھتا ہے کہ اس نے دھوکہ دے دیا، یا اس وجہ سے بغض رکھتا ہے کہ اس نے مار پیٹ دیا اور ساتھ ہی دل سے اس کا برا چاہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

آپ یہ سوچ رہے ہونگے کہ اگر کسی نے مارا ہے تو کیا ہم اسے دل سے بھی بُرا نہ سمجھیں اور کیا اس سے پیار کریں، محبت کریں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر کسی نے آپ کے ساتھ بدسلوکی کی ہے، بدتمیزی کی ہے، ستایا ہے یا تکلیف دی ہے، مارا پیٹا ہے تو اس کی وجہ سے آپ کا جو دل دکھا ہے، یہ بغض و کینہ نہیں، اس کو اپنے دل سے نکالنے کی ضرورت نہیں، یہ طبعی اثر ہے۔ اگر کوئی ہمارے ساتھ بدسلوکی کرے گا تو اس سے ہمارا دل دکھے گا اور اگر کوئی اچھا سلوک کرے گا تو ہمارا دل خوش ہوگا۔ یہ ہماری فطرت ہے۔

بدلہ لے لو یا معاف کردو

شریعت کا کوئی حکم فطرت کے خلاف نہیں ہے۔ اگر کسی نے ہمیں ستایا ہے یا پریشان کیا ہے تو ہمیں شریعت نے دو اختیار دیے ہیں کہ بدلہ لے لو یا معاف کردو۔ تیسری چیز کی اجازت نہیں ہے، اگر معاف بھی نہ کرو اور بدلہ بھی نہ لو اور اس کے بجائے دل کے اندر برائی رکھو اور اس کا برا چاہو اور اس سے ایسی نفرت کرکے بیٹھ جاؤ تو یہ قطع تعلقی ہوگی جس سے پھر مزید جھگڑا اور لڑائی ہوگی، یہ سب کچھ بغض رکھنے کی وجہ سے ہوگا۔ جو دل دکھ رہا ہے وہ صحیح ہے، یہ حکم نہیں ہے کہ کوئی تمہیں مارے تو تم ہائے بھی مت کرو۔ ہمارے پاس دو اختیار ہیں کہ ہائے کرنے کے بعد یا تو تم بھی اس کو ایسا مارو کہ وہ بھی ہائے کرنے لگے اور اگر اللہ کے لیے معاف کردو تو یہ اعلیٰ درجہ ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؛

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ○ وَجَزٰٓؤُا
سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ
فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ○ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى
الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَلَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ
اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (الشوریٰ: ۳۹ تا ۴۳)

ترجمہ

''اور (صاحب ایمان و متوکل ایسے منصف ہوتے ہیں) کہ جب ان پر (کسی کی طرف سے کچھ) ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ (اگر بدلہ لیتے ہیں تو) برابر کا بدلہ لیتے ہیں (زیادتی نہیں کرتے) اور (برابر کا بدلہ لینے کے لیے ہم نے یہ اجازت دے رکھی ہے کہ) برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے (بشرطیکہ وہ فعل فی نفسہ معصیت نہ ہو) پھر جو شخص معاف کردے اور (باہمی معاملہ کی) اصلاح کرلے (جس سے عداوت جاتی رہے اور دوستی ہوجائے کہ یہ معافی سے بھی بڑھ کر ہے) تو اس کا ثواب (حسب وعدہ) اللہ کے ذمے ہے (اور جو بدلہ لینے میں زیادتی کر گزرے تو وہ سن لے کہ) واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جو (زیادتی نہ کرے بلکہ) اپنے اوپر ظلم ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لے لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے، الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، (خواہ ابتدائی طور پر ظلم کرتے ہوں یا بوقتِ انتقام زیادتی کر جاتے ہوں) اور ناحق دنیا میں سرکشی (اور تکبر) کرتے (پھرتے) ہیں، ایسوں کے لیے دردناک عذاب (مقرر) ہے اور جو شخص (دوسرے کے ظلم پر) صبر کرے اور معاف کردے تو یہ البتہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ معاف کرنا اور درگذر کرنا سب سے بہتر اور اولوالعزمی ہے۔ اس لیے معاف کردینا چاہیے، اللہ کے لیے معاف کرنا تو ہر ایک کے اختیار میں ہے، معاف کرنے کے بعد بھی جو دل دکھا ہوا ہے وہ دکھتا رہے، اس حالت کو دور کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ حالت کوئی گناہ نہیں ہے، اس کی بالکل ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی آپ کو سوئی چبھودے اور آپ سی کرکے رہ جائیں اور پھر وہ پاؤں پکڑ کر معافی مانگ لے اور اس کو آپ معاف کردیں تو معاف کرنا درست ہے لیکن جلن تو پھر بھی رہے گی تو معاف کرنے کے باوجود اس جلن کا ہونا فطری بات ہے۔ بدلہ لینا چاہو تو تم بھی سوئی چبھولو تاکہ جس طرح تمہاری سی نکلی تھی اس کی بھی سی نکل جائے تاہم اگر آپ نے اسے معاف کردیا تو اس کا گناہ معاف ہوگیا اور معاف کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔ جیسا کہ ابھی قرآنی آیت میں گذرا۔

کسی کی ذات قابلِ نفرت نہیں

ایک بات اور سمجھ لیں کوئی انسان کیسا ہی بدتر سے بدتر اور بُرے سے بُرا ہی کیوں نہ ہو ایک اس کی ذات ہے، اور ایک اس کا فعل ہے مثلاً ڈاکو ہے ایک اس کی ذات ہے اور ڈاکہ ڈالنا اس کا فعل ہے۔ ہمیں ڈاکہ ڈالنے کے عمل سے نفرت ہونی چاہیے نہ کہ اس کی ذات سے، اس کی ذات قابلِ نفرت

نہیں ہے، صرف اس کا فعل قابلِ نفرت ہے، اس کے فعل نے اس کو بدنام، ذلیل ورُسوا کردیا ہے لیکن ہم اس کی ذات کو بُرا نہیں سمجھ سکتے، اس کی ذات سے صرف جو حرام وناجائز فعل صادر ہورہا ہے اس کو بُرا اور اس کو حرام سمجھنا چاہیے اور اس سے بچنا چاہیے اور دوسرے کو بچنے کی تلقین کرنی چاہیے لیکن اس گناہ کی وجہ سے اس کی ذات کو حقیر اور ذلیل سمجھنا اور اس سے نفرت کرنا صحیح نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ:

معرفت خدائے عزوجل بر آنکس حرام است
کہ خود را از کافر فرنگی بھتر داند

ترجمہ

''اللہ تعالیٰ کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو اپنے آپ کو فرنگی کافر سے بہتر سمجھے۔''

حضرت نے اس مکتوب میں آگے چل کر اس کی وجہ بھی تحریر فرمائی ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ پاک فرنگی کافر کو ایمان کی دولت سے نواز دیں اور خود کو بہتر سمجھنے والے شخص سے اخیر عمر میں ایمان سلب فرمالیں اور اعتبار خاتمہ کا ہے، اس لیے کسی کی ذات سے ہرگز نفرت نہیں کرنی چاہیے۔

بغض اور کینہ

بغض اور کینہ دونوں ایک ہیں، الفاظ الگ ہیں مگر مفہوم دونوں کا ایک ہے۔ مثلاً جس شخص سے دل برا ہو جائے اس کی بُرائی چاہنا اور سوچنا شروع کردے کہ کسی نہ کسی طرح وہ ذلیل و رُسوا ہو جائے، برادری میں خوار ہو جائے، کوئی اس کو عزت نہ دے، کسی طرح وہ ناکام و نامراد ہو، کسی طرح اس کا کاروبار فیل ہو، کہیں اس کا حادثہ ہو اور اس کا خاتمہ ہو۔ جب کوئی اُس کو ذلیل کردے تو اِس کا دل خوش ہو جائے۔ یہ ہے دوسرے کی بُرائی اور بدخواہی چاہنا، اسی کا نام کینہ اور بغض ہے۔ اسی بغض اور کینہ سے آگے چل کر انسان کے دل میں ایک اور گناہ پیدا ہوتا ہے جس کو حسد کہتے ہیں۔

حسد کی تعریف

حسد کے اندر انسان کسی دوسرے کے بارے میں دل کے اندر اپنے قصد و اختیار سے یہ چاہتا ہے کہ اس کو جو عزت ملی ہوئی ہے یہ کسی طرح ختم ہو اور مجھے مل جائے، اگر مجھے نہ ملے تو کم از کم اس کے پاس بھی نہ رہے۔ اس کو جو صحت ملی ہوئی ہے وہ نہ رہے، وہ ختم ہو جائے، اس کے پاس جو مال و دولت ہے وہ ختم ہو جائے، اس میں جو بھی کمال اور خوبی ہے یا جو بھی اس کے پاس نعمت ہے اس کو دیکھ کر اس کے دل میں یہ کڑھن اور جلن ہوتی ہے کہ کسی

طریقے سے اس کی یہ نعمت ختم ہو جائے، اس کی یہ ترقی ختم ہو جائے، اس کی عزت چلی جائے، اس کا عہدہ جاتا رہے، یہ اتنا آگے کیسے بڑھ گیا؟ میں کیوں پیچھے رہ گیا؟ بس یہ کسی طریقے سے میرے سے پیچھے ہو جائے۔ جب انسان اپنے دل میں اپنے قصد و اختیار سے ایسا ارادہ کرتا ہے تو اس کو حسد کہتے ہیں۔

حسد سے بچنے کی نصیحت

اور یہ تینوں گناہ بغض و کینہ اور حسد آج ہمارے معاشرے میں بہت پائے جاتے ہیں۔ اور حدیث شریف میں ان سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اے بیٹے! تم سے ہو سکے تو تم صبح و شام اس حال میں کرو کہ تمہارے دل میں کسی مسلمان سے حسد نہ ہو۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِیَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ ولٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ

(رواہ احمد والترمذی بحوالہ مشکوٰۃ:۴۲۸)

ترجمہ

''تم سے پہلی امتوں کی بیماری 'حسد اور نفرت' تمہارے اندر بھی سرایت کر آئی ہے، یہ مونڈنے والی بیماری ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سر کے بال مونڈتی ہے، نہیں بلکہ یہ بیماری دین کا صفایا کردیتی ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ:

''ہر ہفتہ میں دو مرتبہ پیر اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پھر ہر مؤمن بندے کی بخشش ہو جاتی ہے، مگر ان دو بندوں کی بخشش موقوف کر دی جاتی ہے جن کے درمیان نفرت اور کینہ ہو، ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو جب تک یہ آپس میں صلح نہ کرلیں۔ (مشکوٰۃ: ۴۲۸)

دیکھئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی تاکید کے ساتھ حسد سے بچنے کا حکم دے رہے ہیں۔

بغض اور حسد کا سب سے بڑا نقصان

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اندر پچھلی امتوں کی کچھ دل کی بیماریاں منتقل ہوئی ہیں۔ پچھلی امتیں باطنی طور پر جن بڑے بڑے گناہوں کے اندر مبتلا تھیں ان میں سے کچھ گناہ تمہارے اندر بھی سرایت کر گئے ہیں اور

وہ بغض وحسد ہیں۔ بغض اور حسد دونوں دل کے گناہ ہیں اور ایسے گناہ ہیں جو مونڈنے والے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بال کو مونڈنے والے ہیں اور صاف کرنے والے ہیں بلکہ یہ دین کا صفایا کرنے والے ہیں کہ جس کے دل میں حسد و بغض ہوگا اس کے دل سے دین نکل جائے گا۔ اللہ بچائے!

حسد کی آگ ایسی ہے کہ اگر خدانخواستہ سگا بھائی بھی اس کے اندر مبتلا ہو جائے اور اس کو اپنے سگے بھائی سے حسد ہو جائے تو وہ اس کو بھی جان سے مارنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ ایک مسلمان کو اگر کسی مسلمان سے خدانخواستہ حسد ہو جائے تو وہ اس کی عزت بھی خاک میں ملا دیتا ہے، اس کو بے آبرو کر دیتا ہے اور ہر طرح سے اس کو خوار کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور اس کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتا کہ یہ میرا بھائی ہے یا میرا مسلمان بھائی ہے یا میرا رشتہ دار ہے یا میرا پڑوسی ہے یا میرا عزیز ہے۔ اس کو نہ اس کی کار بھاتی ہے، نہ اس کا بنگلہ بھاتا ہے، نہ اس کا کارخانہ بھاتا ہے۔ بس رات دن جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا بیڑا غرق ہو، چاہے وہ پہلے سے اس کا کتنا ہی گہرا دوست ہو لیکن یہ پیچھے رہ گیا اور وہ آگے نکل گیا۔ اب اس کو اس کی ترقی سے رات دن حسد ہوتا ہے تو اس حسد کی وجہ سے وہ اس کی غیبتیں بھی کرے گا،

اس پر الزام بھی لگائے گا، تہمتیں بھی لگائے گا، بدگمانی بھی کرے گا، بدزبانی بھی کرے گا اور اس کا بس چلے گا تو قتل بھی کر دے گا اور اگر خود نہیں کرے گا تو کسی سے کروا دے گا۔ اور اکثر اسی بغض وحسد کی وجہ سے جادو، ٹونہ اور کالا علم کروایا جاتا ہے۔

آپ نے دیکھا! حسد نے کتنے بڑے حرام کام کروائے؟ تو اس نے دین مونڈا یا نہیں؟ انسان کے دل سے خدا کا خوف نکل جاتا ہے، آخرت کی فکر نہیں رہتی، مسلمان کے حقوق کا پاس نہیں رہتا، اس کی عزت باقی نہیں رہتی، اس کا احترام اس کے دل سے نکل جاتا ہے، یہ سب دین کے احکام تھے جو حسد کی وجہ سے اس نے فراموش کر دیے اور پسِ پشت ڈال دیئے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ بغض وحسد ایسے گناہ ہیں کہ یہ دین کا ایسا صفایا کرتے ہیں جس طرح استرا سر کے بال صاف کر دیتا ہے، جس طرح اس سے ایک بال نہیں بچتا، اسی طرح اس کے دل میں بغض وحسد کی وجہ سے دین کی رمق باقی نہیں رہتی۔

سب سے افضل کون؟

ایک روایت میں ہے کہ نبیٔ اکرم جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ:

أيُّ الناس افضل

ترجمہ

''لوگوں میں سب سے افضل کون ہیں؟''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ

ترجمہ

''ہر وہ آدمی جو مخموم القلب ہو، زبان کا سچا ہو۔''

تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ حضور! صدوق اللسان کے معنیٰ تو ہماری سمجھ میں آگئے کہ جو زبان کا سچا ہو اسے صدوق اللسان کہتے ہیں لیکن مخموم القلب کے معنیٰ سمجھ میں نہیں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے معنیٰ بتا دیجیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت ان الفاظ میں ارشاد فرمائی:

هو التقي النقي لا اثم فيه ولا بَغْيَ ولا غل ولا حسد.

(سنن ابن ماجه: ۴۱۲)

ترجمہ

''مخموم القلب وہ آدمی کہلاتا ہے جو متقی و پرہیز گار ہو، اس کا دل ایسا صاف شفاف ہو کہ اس میں نہ تو گناہ کا نام و نشان ہو نہ اس میں زیادتی، سرکشی، حسد اور کینہ (جیسے قبیح عناصر) ہوں۔''

مطلب یہ کہ اس کا دل آئینہ کی طرح بالکل صاف شفاف ہو، کسی بھی قسم کی نافرمانی، بدعملی اور گناہ کے دھبہ سے اس کا دل داغ دار نہ ہو۔

دل کو صاف رکھنے کی فضیلت

جس کے دل کی دنیا پاک ہوجاتی ہے اس کی ظاہر کی دنیا بھی پاک ہوجاتی ہے، اگر کسی کی ظاہر کی دنیا گناہوں میں مبتلا ہے اور گناہوں میں ڈوبی ہوئی ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل کی دنیا میں اندھیرا ہے، اس کا دل تاریک ہے۔ صاف دل آدمی کو کسی سے بغض نہیں ہوتا، کسی سے اس کو حسد نہیں ہوتا، کسی سے اس کو کوئی نفرت نہیں ہوتی اور کسی سے اس کو کینہ نہیں ہوتا۔ وہ ہر ایک کا ہمدرد اور بہی خواہ ہوتا ہے اور ہر ایک کی خیر چاہنے والا ہوتا ہے۔ اور ایک بات یہ ارشاد فرمائی کہ وہ زبان کا سچا ہوتا ہے۔ "سارے لوگوں میں یہ دو قسم کے آدمی سب سے افضل اور سب سے بہتر ہیں" کیونکہ جس کے اندر یہ اوصاف ہوں وہ عالی اخلاق کا مالک ہوگا۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ جو چیز میزانِ عمل میں بھاری ہوگی وہ اچھے اخلاق ہونگے۔ نماز، روزہ اور زکوٰۃ بھی اتنے بھاری نہیں ہونگے جتنا حسنِ اخلاق بھاری ہونگے اور زبان کا سچا ہونا اور دل کا صاف اور شفاف ہونا، کسی کی طرف سے کوئی کدورت دل میں نہ ہونا۔ یہ باتیں حسنِ اخلاق کی سردار اور بنیادی اہمیت کی

حامل ہیں۔

حسد سے بچنے کی تاکید

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد نے فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَأْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَأْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ

''حسد سے بچو اس لیے کہ یہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا کر ختم کرتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر ختم کر دیتی ہے۔''

(مشکوٰۃ:۴۲۸)

اب اگر کسی کے دل میں خدانخواستہ کسی کی نعمت دیکھ کر یا کسی کی عزت دیکھ کر یا کسی کا عہدہ دیکھ کر یا کسی کی ترقی دیکھ کر یا کسی کی قوت دیکھ کر یا کسی کی خوبصورتی کو دیکھ کر یا کسی کے زیور کو دیکھ کر یا کسی کے کپڑے کو دیکھ کر حسد ہو تو وہ کیا کرے! کیسے اس بیماری کا علاج کرے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تین باتوں پر وہ عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اس حسد کی بیماری سے نجات مل جائے گی۔

حسد سے بچنے کا طریقہ

سب سے پہلے وہ یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے کا کیا فائدہ؟ میں بھی

اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہوں، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ میں بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے اور یہ سب کچھ میرے مالک کا ہے، اس نے اپنی حکمت، اپنی مصلحت اور اپنی قدرت سے عزت، دولت، صحت اور خوبصورتی تقسیم کی ہے۔ تو یہ سب ان کی تقسیم ہے، میں ان کی تقسیم پر اعتراض کر کے کہاں جاؤں گا؟ کہ مجھے یہ نعمت کیوں نہیں ملی اور اس کو کیوں ملی؟ دنیا تو مجھے مل ہی نہیں رہی اگر میں حسد کروں گا تو میرا آخرت کا حصہ بھی چلا جائے گا لہٰذا میں ایسے احمقانہ کام کیوں کروں؟ پہلے اس کو سوچیں۔ پھر یہ سوچیں کہ اگر میں حسد کروں بھی تو میرے حسد کرنے سے اس کا کچھ نقصان نہیں ہوگا، میرے دل میں حسد ہے جس سے اس کو تو کچھ بھی فرق نہیں پڑے گا، میرا دوگنا نقصان ہو رہا ہے، ایک تو مجھے کچھ مل بھی نہیں رہا، دوسرے خود میرا دل جل رہا ہے، میرا دل دکھ رہا ہے، یہ میرا اپنا نقصان ہے۔ اس کے نتیجے میں ہوسکتا ہے کہ شوگر ہو جائے، ہوسکتا ہے کہ ہائی بلڈ پریشر ہو جائے، ہوسکتا ہے کوئی اور خطرناک بیماری ہو جائے تو تگنا نقصان ہو گیا۔ بھئی ایک تو تکلیف ہو جانا خود ایک نقصان ہے، ملا ملایا کچھ نہیں اور بیٹھے بٹھائے تکلیف ہو رہی ہے، اس تکلیف کے نتیجے میں بڑی تکلیف ہوگئی تو اسپتال بھی پہنچ گئے۔ جو تھوڑے بہت پیسے تھے وہ بھی خرچ ہو گئے تو یہ سوچو کہ آخر اس کا فائدہ کیا

ہے؟ یہ تو حرام اور نا جائز ہے اور اس کا یہ عذاب اور وبال ہے کہ جو کچھ نیکیاں ہیں ان کا بھی صفایا ہو جائے گا۔ اپنے آپ کو جھنجھوڑیں کہ کم بخت تو ایسا نہ کر، مال تو تجھے مل ہی نہیں رہا، حسد کرنے سے عزت ملنے سے رہی جب تو اس سے حسد کرے گا تو تیری آخرت کا بھی نقصان ہو جائے گا۔ لہٰذا تین باتوں کے سوچنے سے حسد کا قلع قمع ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حسد سے بچنے کا دوسرا طریقہ

لیکن اگر بالفرض کسی کا حسد بہت ہی تگڑا ہو، تو ایک چوتھی بات اور بھی ہے وہ یہ کہ جس سے حسد ہو رہا ہے اس کے لیے خوب دعا کرنا شروع کر دیں کہ یا اللہ! اس کو اور عطا فرما۔ اگر مال سے حسد ہو رہا ہے یا اللہ! اس کے مال میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرما۔ عزت سے ہو رہا ہے، تو اے اللہ! اس کی عزت میں اور اضافہ فرما۔ بس اس طرح دعا کرنے سے گو دل پہ آرہ چل جائے گا، دل تو چاہ رہا ہے وہ ذلیل ہو اور زبان سے کہہ رہا ہے یا اللہ! اس کی سو فیصد عزت میں اضافہ فرما، اس کو عہدہ اور ترقی عطا فرما۔ یا اللہ! اس کے منصب، عزت، مال و دولت میں اور اضافہ فرما۔

دعا کرنے کا عمل ایسا ہے کہ اِدھر اس کے لیے دعا شروع ہوگی، اُدھر انشاء اللہ تعالیٰ حسد کی جڑ کٹنی شروع ہو جائے گی، کیونکہ علاج کبھی ضد کے

ساتھ بھی ہوتا ہے۔ گرمی لگ رہی ہے تو ٹھنڈی چیزیں کھلا دو اور سردی لگ رہی ہے تو گرم چیزیں کھلا دو۔ یہاں بھی وہی علاج ہو رہا ہے کہ دل تو چاہ رہا ہے کہ وہ خاک میں مل جائے، کچھ بھی اس کے پاس نہ رہے، سب میرے پاس آجائے۔ اب کہہ رہا ہے یا اللہ! مزید در مزید اس کو عطا فرمادے اور اس پر فضل فرمادے، اس کو اور زیادہ عطا فرمادے۔ اس طرح دعا کرنے سے دل میں جو غلط جذبہ پیدا ہو رہا ہے وہ مٹ جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ایک سبق آموز واقعہ

مؤمن کے دل کے اندر کسی سے نہ بغض ہونا چاہیے، نہ کینہ اور نہ ہی حسد ہونا چاہیے۔ اس پر ایک عجیب واقعہ یاد آیا جو احادیث طیبہ میں آتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بشارت دی کہ:

"ابھی ایک شخص آئے گا، تم اگر جنتی آدمی کو دیکھنا چاہو تو اسے دیکھ لینا۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سب لوگ متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں دیکھا کہ ایک انصاری صحابی جو زراعت پیشہ تھے، ان کے

باغات وغیرہ تھے وہ وہاں کام کرتے تھے، وہ آئے اور ان کے تازہ تازہ وضو کی وجہ سے داڑھی میں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے، وہ الٹے ہاتھ میں چپل لیے ہوئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر بیٹھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور پھر سلام کر کے چلے گئے۔

دوسرے دن پھر مجلس ہوئی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اگر کسی کو جنتی شخص دیکھنا ہو تو وہ ابھی آنے والے شخص کو دیکھ لے وہ جنتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہوشیار ہو کر بیٹھ گیا کہ آج کے دن کون صحابی تشریف لائیں گے؟ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں کہ جو صحابی کل آئے تھے وہی تشریف لا رہے ہیں اور اسی طرح آ رہے ہیں جس طرح کل آئے تھے اور پھر اسی طرح واپس چلے گئے۔ تیسرے دن پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ جس کسی کو جنتی شخص دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لے جو ابھی آئے گا۔ دیکھا تو وہی پہلے دن والے صحابی تشریف لا رہے ہیں، اسی طرح جیسے پہلے اور دوسرے دن آئے تھے۔

دو اہم سنتیں

یہاں ان صحابی کے عمل سے دو اہم باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ جوتا

بائیں ہاتھ میں لینا چاہیے، دائیں ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے۔ یہی سنت طریقہ ہے کہ دایاں ہاتھ اچھے اچھے کاموں کے لیے ہے جبکہ بایاں ہاتھ بُرے اور ادنیٰ کاموں کے لیے ہے جیسے استنجا کرنا، ناپاکی کو دھونا، جوتا لینا اور گندگی میں ہاتھ ڈالنا وغیرہ۔ اسی لیے وہ انصاری صحابی اس سنت پر عمل پیرا تھے۔

دوسرے وضو کرنے کے بعد پونچھنا اور نہ پونچھنا دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو دونوں سنتوں پر عمل کر سکتے ہیں۔ سردیوں میں پونچھ لیا کریں اور گرمیوں میں نہ پونچھا کریں۔ تو وہ صحابی اسی سنت پر عمل پیرا تھے کہ وضو کرنے کے بعد انہوں نے اپنا چہرہ صاف نہیں کیا اس لیے داڑھی سے ہلکے ہلکے پانی کے قطرے گر رہے تھے جیسے تازہ تازہ وضو میں گرتے ہیں۔ اس طرح سے وہ آئے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جستجو

حاضرین میں سے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں عبادت گزار مشہور تھے وہ ان انصاری صحابی کے پیچھے چل دیے اور راستے میں ان سے کہا کہ میرے والد صاحب سے میری کچھ کھٹ پٹ ہوگئی ہے اور میں نے تین دن گھر نہ جانے کی قسم کھالی ہے، اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ہاں تین دن

گزار لوں، جب قسم پوری ہو جائے گی تو میں گھر چلا جاؤں گا۔ انہیں نے کہا کہ ہاں کوئی بات نہیں آ جاؤ۔ حضرت عبداللہ تین دن تک ان کے گھر میں رہے اور ان کی ہر نقل و حرکت کا جائزہ لیتے رہے اور دیکھتے رہے کہ ان کا دن کس طرح گزرتا ہے؟ اور رات کیسے گزرتی ہے؟ تین دن کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ظاہری طور پر ان کا کوئی عمل نظر نہیں آ رہا جس کی بنیاد پر تین دن تک انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت حاصل کی ہے۔ صبح سے شام تک وہ اپنی زمین میں کام کرتے رہتے جبکہ نماز کے وقت سب کام چھوڑ کر اطمینان و سکون سے نماز پڑھتے اور پھر اپنے کام میں لگ جاتے۔ سارا دن کوئی گناہ کی بات نہیں کرتے تھے۔ اول تو بولتے ہی نہیں تھے اور بولتے تھے تو بھلائی کی بات بولتے تھے۔

دو سنہری عمل

ہمارے لیے اس واقعہ میں بہت بڑا اسبق ہے کہ ہم اپنی زبان کو جو بے خوف و خطر اور بے لگام استعمال کرنے کے عادی ہیں، جس کے نتیجے میں بڑے بڑے گناہ ہماری زبان سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں، یہ نبیٔ اکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا طریقہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یا تو اچھی بات کہو ورنہ خاموش رہو۔ وہ

صحابی اسی پر عمل پیرا تھے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تین دن تک ان کے ساتھ رہا وہ بولتے نہیں تھے، جب بولتے تھے تو کوئی نہ کوئی اچھی بات بولتے تھے، بس ہر مؤمن کو یہی کرنا چاہیے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ بس زبان پر تالا لگادو، جب بولو تو سبحان اللہ کہو اور الحمد للہ کہو۔ میری گذارشات کا مقصد یہ ہے کہ گناہ کی باتیں اور بے کار باتیں زبان سے مت کرو۔ فضول باتیں، فضول بحثیں اور لایعنی گفتگو ہمارے معاشرے میں عام ہیں، اس سے بچیں۔ ہاں جائز اور مباح باتیں کرنے میں مضائقہ نہیں۔

بہر حال ایک عمل ان کا یہ دیکھا کہ وہ نماز کے وقت نماز پڑھتے تھے اور وہ خاموش رہتے تھے اور بولتے تھے تو کام کی بات کرتے تھے۔ ان کا دن اس طرح گزرتا تھا پھر رات کو وہ گھر آتے اور عشاء کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر فوراً بستر پر چلے جاتے اور پھر ساری رات صبح صادق تک سوتے ہی رہتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے ان تین دن میں ان کو تہجد کے لیے بھی اٹھتا ہوا نہیں دیکھا۔ جبکہ صحابۂ کرام کے زمانے میں تہجد نہ پڑھنا عجیب سمجھا جاتا تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ صحابی ہو اور تہجد نہ پڑھے! صحابہ کرام پر بھی گو تہجد فرض نہیں تھی لیکن وہ تہجد گزار تھے۔ لیکن ان صحابی کو تین دن تک انہوں نے

دیکھا کہ ساری رات سوتے رہے البتہ کبھی رات کو آنکھ کھلی تو لیٹے لیٹے اللہ اللہ کرلی، اللہ اکبر، سبحان اللہ والحمدللہ کہہ لیا اور پھر نیند آگئی پھر سو گئے جیسے ہی فجر کی اذان ہوئی فوراً کھڑے ہو گئے۔

حقیقتِ حال کی وضاحت

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین دن کے بعد ان انصاری صحابی کو اصل بات بتلائی کہ تین دن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے الگ الگ تین مجلسوں میں تمہارے جنتی ہونے کی بشارت سنی ہے۔ ایسی بشارت میں نے کسی اور صحابی کے لیے نہیں سنی۔ تو میں آپ پر رشک کرنے لگا کہ یہ صحابی کیسے ہیں؟ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں تین دن تک الگ الگ مجلسوں میں جنتی ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں اور نہ صرف یہ فرما رہے ہیں کہ جنتی ہے بلکہ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ کسی کو دیکھنا ہو تو دیکھ لو! کہ جنتی ایسا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر! تو میرے دل میں یہ آیا کہ میں بھی آپ کے ان اعمال کا جائزہ لوں کہ وہ کون سے اعمال ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ میں بھی وہ عمل کرلوں۔ بس اس لیے میں آپ کے گھر آیا تھا تو تین دن کی تحقیق کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ بظاہر آپ کا کوئی خاص اور بڑا عمل نہیں ہے اور بشارت اتنی بڑی ہے کہ اللہ ہی بہتر

جانے کہ آپ کو اتنی بڑی بشارت کس وجہ سے ملی ہے؟

جنت کی بشارت ملنے کی وجہ

انصاری صحابی نے جواب میں کہا کہ اے عبداللہ! حقیقت یہ ہے کہ جتنا تم نے مجھے دیکھا ہے میں اتنا ہی عمل کرتا ہوں، میں اس سے زیادہ عمل نہیں کرتا۔ اور انہوں نے سلام کیا اور چل دیے، تھوڑی دور جانے کے بعد ان انصاری صحابی نے دوبارہ آواز دی یا عبداللہ! آؤ مجھے ایک بات اور یاد آگئی اور وہ یہ ہے کہ میرا عمل تو اتنا ہی ہے جتنا تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے لیکن میرے دل میں دو باتیں ہیں ایک تو میرے دل میں کسی مسلمان سے کوئی حسد نہیں ہے۔ میں دل سے ہر مسلمان کا خیر خواہ اور بہی خواہ ہوں، میں ہر مؤمن کی ہمدردی اپنے دل میں رکھتا ہوں، دوسرے کسی مسلمان سے میرے دل میں کینہ نہیں ہے، میرا دل کینے سے صاف اور پاک ہے۔ بس یہ بات مجھے یاد آگئی جو میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت! یہی تو وہ چیز ہے جس نے آپ کو یہ اعلیٰ درجہ عطا فرمایا ہے اور یہی وہ عمل ہے جس نے آپ کو یہ بشارت سنوائی ہے۔

جائزہ لینے کی ضرورت

یہی وہ عمل ہے جس سے اچھے اچھے لوگ خالی ہیں، بہت کم لوگ ایسے

ہوتے ہیں جن کے دل اس بلا سے پاک ہوتے ہیں۔ عابدوں میں بھی، زاہدوں میں بھی، تاجروں میں بھی، زراعت پیشہ لوگوں میں بھی، عورتوں میں بھی، مردوں میں بھی بغض اور حسد کی آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ اللہ بچائے۔

جنتی بننے کا طریقہ

دیکھئے! ان صحابی میں ظاہری عمل تو اتنا نہ تھا لیکن ان کے دل کے اندر کسی سے بغض، کینہ اور حسد نہ تھا تو اس کے نتیجہ میں اللہ پاک نے ان کو کتنی بڑی بشارت عطا فرمائی۔ یاد رکھو! یہ بشارت ہمیں بھی مل سکتی ہے اگر ہم بھی اس پر عمل کریں اور اپنے دل کو پاک و صاف رکھیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے دل میں جھانکیں۔ اگر خدانخواستہ بغض و کینہ یا حسد کی بیماری کا گناہ موجود ہو تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں۔ لہٰذا دعا کریں کہ اے اللہ! ہمارے قلب کو صاف فرما کہ کسی سے ہمارے دل میں بغض و کینہ یا حسد نہ ہو۔ اس طرح اپنے دل کو صاف رکھیں اور ہر مسلمان کی دل سے خیر خواہی چاہیں، اور اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کریں کہ اے اللہ! ہمیں بھی اور اس کو بھی عافیت عطا فرما۔ آمین!

❁❁❁❁ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ❁❁❁❁